غزل

(پنڈت ہری چند اختر)

محبت بیں تپاکِ ظاہری میں کچھ نہیں ہوتا
جہاں دل کو لگی ہو دل لگی سے کچھ نہیں ہوتا

یہ ہے جبرِ مشیت یا مری تقدیر ہے یارب
سہارا جس کا لیتا ہوں اسی سے کچھ نہیں ہوتا

کوئی میری خطا ہے یا تری صنعت کی خامی ہے
فرشتے کہہ رہے ہیں آدمی سے کچھ نہیں ہوتا

رضا تیری، لکھا تقدیر کا میری زیاں کوشی
کسی کی دوستی یا دشمنی سے کچھ نہیں ہوتا!

بہر عالم ترا جبرِ خدائی کارفرما ہے
ہمارے اختیارِ بندگی سے کچھ نہیں ہوتا

مرے دستِ طلب کو جرأت گستاخ دے یارب
یہاں دستِ دُعا کی عاجزی سے کچھ نہیں ہوتا

اگر تیری خوشی ہے تیرے بندوں کی مسرت میں
تو اے میرے خدا میری خوشی سے کچھ نہیں ہوتا

صداقت ہو تو دب جاتا ہے ایماں کفرِ مطلق سے
مرا مُنہ تک رہے ہیں شیخ جی سے کچھ نہیں ہوتا

کمالِ آگہی حاصل ہوا تو یہ کھُلا اختر!
کہ دُنیا میں کمالِ آگہی سے کچھ نہیں ہوتا